بسم اللہ الرحمن الرحیم

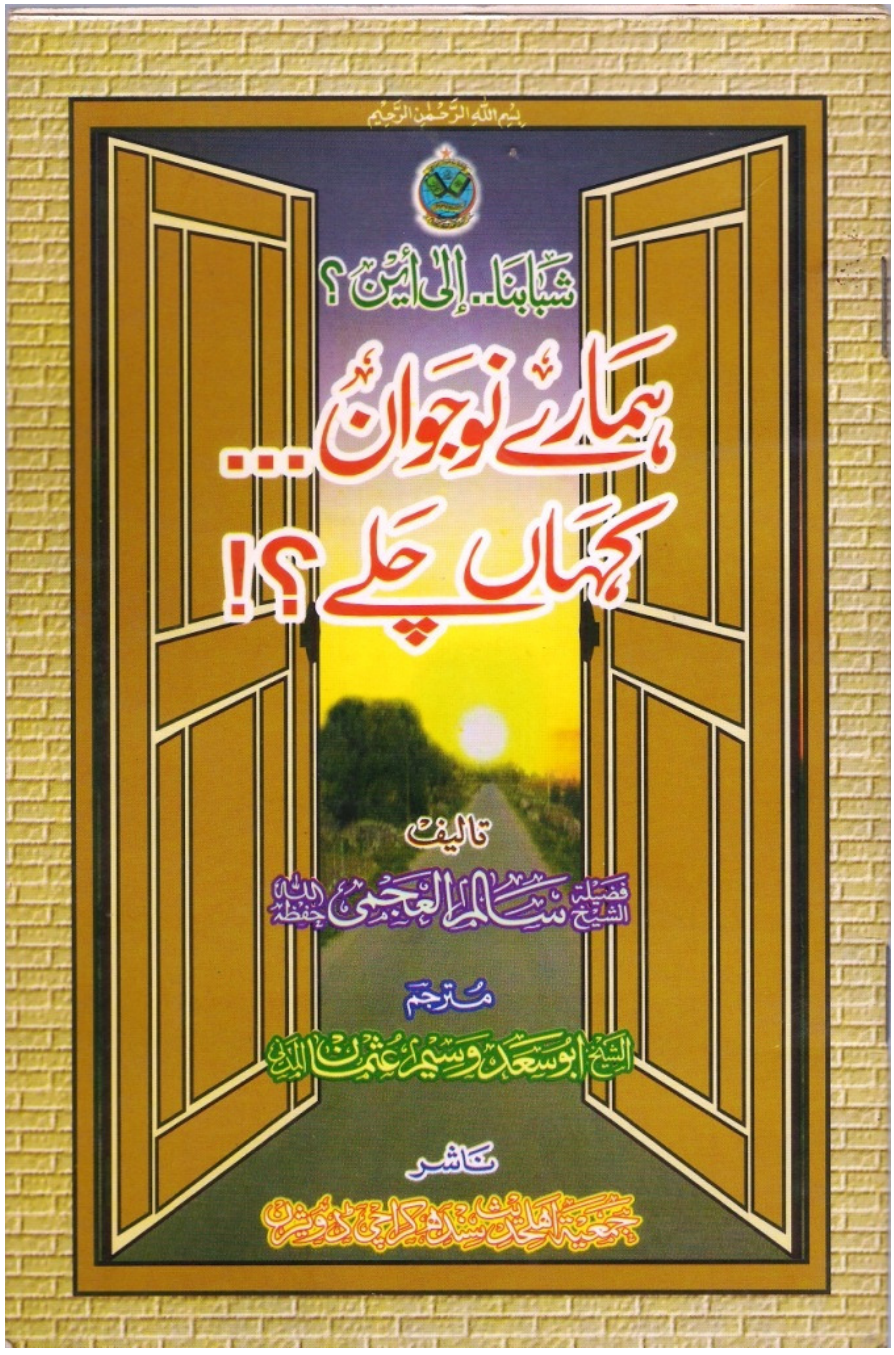

شبابنا.. إلى أين ؟

ہمارے نوجوان... کہاں چلے ؟!

تالیف

فضیلۃ الشیخ سالم العجمی حفظہ اللہ

مترجم

الشیخ ابو سعد وسیم عثمان اللہ

ناشر

جمعیۃ احیاء التراث الاسلامی کراچی ڈویژن

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شبابنا.. إلى أين ؟

سلسلہ مطبوعات 30

ہمارے نوجوان... کہاں چلے ؟!

تالیف

فضیلۃ الشیخ سالم العجمی حفظہ اللہ

مترجم

الشیخ ابو سعد وسیم عثمان المدنی

مقدمہ

فضیلۃ الشیخ عبد اللہ ناصر رحمانی

ناشر

جمعیۃ اہلحدیث سندھ کراچی ڈویژن

نام کتاب : ہمارے نوجوان۔۔۔ کہاں چلے؟!

مصنف : فضیلۃ الشیخ سالم العجمی حفظہ اللہ

مترجم : ابو سعد وسیم عثمان المدنی

صفحات : ۳۱

ناشر : جمیعت اہلحدیث سندھ

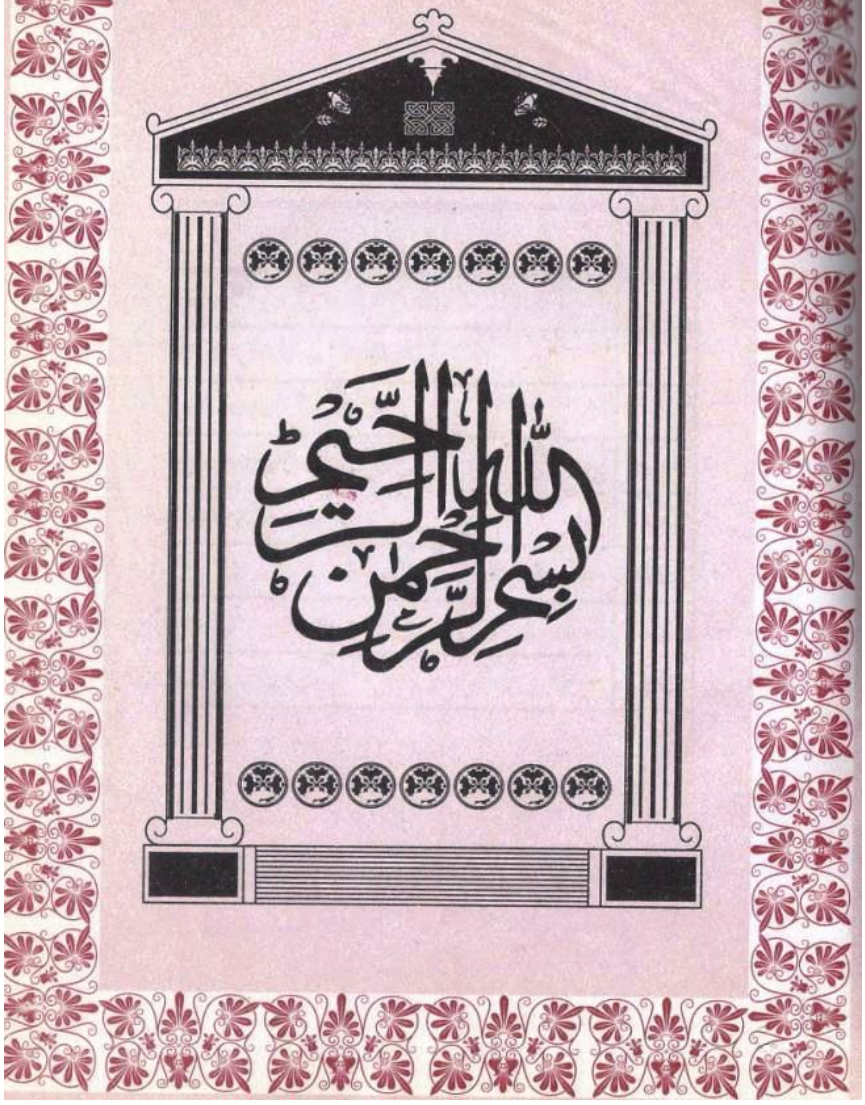
بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرست

موضوع	صفحہ
مقدمہ از فضیلۃ الشیخ عبداللہ ناصر رحمانی	5
نوائے مترجم از ابو سعد وسیم عثمان المدنی	7
ہمارے نوجوان... کہاں چلے ؟!	9
ہمارے نوجوان ہی روشن امیدیں ہیں	13
وقتِ سفر یاد کرو	17
ہمسفر چنئے	24
آرزوئیں تمہیں دھوکہ میں نہ ڈال دیں	27
توبہ کرو..... توبہ کرو.....	29

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقدمہ

الحمد لله و الصلاة والسلام على رسول الله، و بعد:

زیرِ نظر کتابچہ المسمی (شبابنا ..... إلى أين؟) کویت کے ایک عالم شیخ سالم العجمی کی تألیف ہے.

یہ رسالہ نوجوانوں سے متعلق بعض اہم اور حساس موضوعات پر مشتمل ہے. آج کے نوجوان ہلاکت و بربادی کے جس عمیق اور مہیب گڑھے میں گرتے جارہے ہیں وہ اس لحاظ سے بڑا خطرناک ہے کہ اس کا ظاہر ملمع سازی لیکن اس کا باطن محض موت کا پروانہ ہے چنانچہ بلادِ کفر یعنی یورپ وغیرہ کی ظاہری چمک دمک اور سحرِ فریبانہ میں گرفتار ہو کر لوگ اور خصوصاً نوجوان ان علاقوں کا قصد کرتے ہیں اور وہاں کے جملہ مفاسد مثلاً شراب نوشی، زنا، منشیات کی عادتِ بد اور دیگر خصائلِ مذمومہ سمیٹ کر اپنے وطن لوٹتے ہیں اور اپنے امراضِ خبیثہ کے جراثیم دوسروں تک منتقل کرتے ہیں نتیجتاً ان تمام لوگوں کی معاشرے میں جزوِ معطل کے سوا کوئی حیثیت و اہمیت نہیں ہوتی.

زیرِ نظر رسالہ اس حساس موضوع پر بحث کرتا ہے، نوجوانوں کو ان امراض کی سنگینی کا احساس دلاتا ہے اور یہ بات واضح کرتا ہے کہ تمہارے مصائب و مشاکل کا علاج رجوع الی الدین، تعلق باللہ اور فکرِ آخرت میں ہے.

توبہ کی گنجائش اب بھی موجود ہے

إن الله يقبل توبة عبد مالم يغرغر.

لہذا یورپ کے ظلمت کدہ میں غوطہ زن ہونے کے بجائے نورِ شریعت سے اپنا ظاہر و باطن منور کرلو، اور اپنے قلوب و اذھان کو حلیۂ ایمان سے آراستہ کرلو.

کتاب و سنت ہر قدم پر ہماری پوری راہ نمائی کے لئے موجود ہیں اور اللہ رب العزت کا فضل و کرم اب بھی ہماری انابت و استقامت کا منتظر ہے.

رسالہ کے مؤلف شیخ سالم العجمی، مترجم شیخ وسیم عثمان المدنی، ناشر جمعیت اھلحدیث، سندھ اور تمام مراحل کی نگرانی کرنے والے بھائی عمر فاروق صاحب ہماری بہت سی دعاؤں کے مستحق ہیں، اللہ تعالی اس کا نفع عام کردے اور اس نافع رسالہ کو عوام الناس اور بالخصوص نوجوانوں کے لئے مشعل راہ بنادے.

و الله ولي التوفيق.

و صلى الله على نبينا محمد و على آله و صحبه و اهل طاعته اجمعين.

کتبہ

عبداللہ ناصر رحمانی

یکم اگست 2000ء

کراچی.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نوائے مترجم

أحمد الله تعالیٰ و أصلی و أسلم علی رسوله الکریم ..... أمابعد:

روزِ قیامت ان سات خوش نصیبوں میں جنھیں عرشِ الٰہی کا سایہ نصیب ہوگا وہ نوجوان بھی ہوگا جسکی جوانی عبادتِ الٰہی میں گزری ہو(☆) سوال یہ ہے کہ اس عبادت میں ایسی کیا خاص بات تھی کہ اسے دیگر بڑے بڑے عبادت گزاروں کے مقابلہ میں یہ خصوصی مقام حاصل ہوا! غور کیجئے تو واضح ہوگا کہ خصوصیت عبادت میں نہیں بلکہ حالت و کیفیتِ عبادت میں ہوتی ہے

دنیاوی اور نفسانی لذتوں سے خود پر جبر کر کے کنارہ کش رہنا کس قدر مشکل ہے اس سے ہر وہ شخص بخوبی واقف ہے جو اس پر فریب آزمائشی منزل سے گزرا ہو، چنانچہ جس نے جوانی کی کڑی دھوپ میں اللہ سے لَو لگائی اسے قیامت کی دھوپ میں سایۂ عرش مرحمت کرنا یقیناً اُسی ربِ کریم کے عدل کے شایانِ شان ہے، مزید غور فرمایئے کہ آخر اس نوجوان کا ایسا کونسا کارنامہ تھا کہ اسے ایک حاکمِ عادل(☆) کے برابر رتبہ نصیب ہوا! ..... تو یہ منکشف ہو گا کہ حاکمِ عادل نے دوسروں پر عدل جاری کر کے اللہ کے احکام نافذ کئے جبکہ اس نوجوان نے اپنے نفس پر جبر کر کے اپنی ذات پر احکامِ الٰہی نافذ کئے اور یوں وہ نہ صرف اپنی بلکہ پوری امت کے لئے صلاح و فلاح کا امین بن گیا اور اس طرح بھی کہ اگر آج اس نوجوان کی ..... خواہ لڑکا ہو یا لڑکی ..... بنیادی

(☆) باشارۂ حدیث صحیح بخاری

نشو نما صحیح خطوط پر ہو گئی تو گویا پورا معاشرتی، سماجی، معاشی، دینی اور تعلیمی نظام صلاح و فلاح سے ہمکنار ہوا وگرنہ.....وگرنہ صورتحال ہمارے سامنے ہے.....اسی لئے "نوجوان" ایک حساس اور ترجیحی موضوع ہے

فضیلۃ الشیخ / سالم العجمی نے اس کتاب میں نوجوانوں کے چند ایسے مسائل کی جانب توجہ دلائی ہے جنکی اصلاح میں صرف نوجوانوں کی جسمانی اور روحانی صحت مضمر نہیں بلکہ پوری امت کی سلامتی اس پر منحصر ہے، میں نے کوشش کی ہے کہ اردو میں جنابِ شیخ صاحب کے رفیع و رقیق جذبات کی ترجمانی کر کے، ان شاء اللہ تعالی، ان کے اجرِ عظیم میں شریک ہو جاؤں.

میری خوش نصیبی ہے کہ مجھے جمعیتِ اھلحدیث، سندھ کے پلیٹ فارم سے یہ حقیر سی خدمت انجام دینے کا موقع میسر آیا، یہ وہ ادارہ ہے جس کے اولین قائدین میں عالمِ اسلام کی معترف بہ ہستی علامہ سید ابو محمد بدیع الدین شاہ راشدی رحمہ اللہ ہیں، جسکی سرپرستی جناب شیخ عبداللہ ناصر رحمانی حفظہ اللہ جیسی قابلِ قدر علمی شخصیت کر رہے ہیں اور جس کے کارکنوں میں برادر عمر فاروق سلمہ اللہ جیسے قابلِ ستائش متحرک نوجوان ہیں.

آخر میں بطور پر میں یہ عرض کرنے کی جسارت کرونگا کہ ہم سب کو اپنی اپنی بساط کے مطابق اس اصلاحی موضوع کو عام کرنا ہوگا کیونکہ یہ دوسروں سے پہلے ہمارے اپنے گھروں کا مسئلہ ہے!!

مترجم: ابو سعد وسیم عثمان المدنی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہمارے نوجوان... کہاں چلے ؟!

کبھی یہ نوجوان اس امت کی امیدیں، سرمایۂ افتخار، روشن مستقبل، سرسبز بہاریں اور دل کی دھڑکنیں ہوا کرتے تھے، کبھی اس امت کے لئے کفر وطاغوت کی آندھیوں اور ظلم واستبداد کے ہلاکت خیز طوفانوں کے سامنے سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہوا کرتے تھے پھر یہ ہوا کہ وہ سیدھے راستے سے بھٹک گئے اور منشیات کی کیچڑ میں دھنس گئے اور یوں وہ قیمتی سرمایہ برباد ہو گیا، وہ تابندہ مستقبل سراپا بد حالی ومایوسی کا عنوان بن گیا، وہ کھلے ہوئے پھول مرجھا کر بکھر گئے، حوصلے پست ہو گئے اور آخر کار ہمت ٹوٹ گیا اور تباہ کن نظریات کی آندھیاں اور سیلاب انہیں ذلت کی گھاٹیوں میں بہا کر لے گئے۔

کسی نے بتایا:

"... کئی سال پہلے میں اور میرے کچھ ساتھی تفریح کے غرض اور روز مرہ کی کوفت سے فرار حاصل کرنے کے چکر میں منشیات کی لت میں مبتلا ہو گئے، ان منشیات نے ہمارا سب کچھ چھین لیا... دین... شرم وحیاء... حتی کہ جینے کی امنگیں بھی اور ہم دھتکارے ہوئے گوشہ نشیں ہو گئے جبکہ پہلے ہم سے بڑی امیدیں وابستہ کی جاتی تھیں اور ہمارے روشن مستقبل کی توقعات کی جاتی تھیں... مگر ہم پستیوں کی اتاہ گھاٹیوں میں گم ہو گئے، ہم میں سے کسی کی نوکری چلی گئی تو کسی نے پڑھائی چھوڑ دی اور حال یہ ہو گیا کہ کچھ تو منشیات خریدنے کے لئے بھیک تک مانگنے لگے..."

کتنے نوجوان ایسے ہیں جو نشے کی عادت میں اس قدر غرق ہو گئے کہ وہ گویا انکی روح

ہو جسے جسم سے جدا نہ کیا جاسکے پھر وہ اپنا سب کچھ گنوا بیٹھے ... اپنی مردانگی، اپنی غیرت، خوبروئی اور لوگوں کی نظروں سے اپنا مقام. انکے دل اسقدر سیاہ اور پژمردہ ہوگئے کہ اچھے اور برے کی پہچان اٹھ گئی حتی کہ نشے کی حالت میں وہ اپنی ماں بہن اور کسی فاحشہ کے درمیان تمیز بھی بھلا بیٹھے اور یوں منشیات نے ان کو اس کریہاک صورتحال سے اس حد تک دوچار کردیا... قابلِ غور بات یہ ہے کہ ان نوجوانوں کو کھو کر اس امت کو کس قدر نقصان پہنچا...!

ذرا غور کیجئے کہ ایک نوجوان گناہوں کی سرزمین کی طرف جاتا ہے، طوائفوں اور ماڈل گرلز کے ساتھ رہتا ہے، وطن واپسی پر ایک پلید اور خبیث مرض "ایڈز" ساتھ لے آتا ہے پھر یہ مرض اپنی پاک دامن بیوی کو منتقل کرتا ہے اور وہ بھی اس موذی مرض میں مبتلا ہو جاتی ہے، ایڑیاں رگڑ رگڑ کر ایک ناکردہ گناہ کا خمیازہ بھگتتے ہوئے موت کی منتظر رہتی ہے... کیوں! صرف اور صرف اپنے اس گمراہ شوہر کی وجہ سے جو حلال کا راستہ چھوڑ کر حرام طریقہ پر اپنی شہوانی تسکین تلاش کرتا پھرا.

کچھ نوجوان ایسے بھی ہیں جو بدقماشی، محرومی اور محتاجی کی زندگی سے بیزار ہو کر آخر کار اللہ تعالی کی طرف لوٹ آئے جبکہ پہلے وہ گناہوں کے سمندر میں ڈوبے ہوئے تھے پھر انہوں نے اپنے گریبانوں میں جھانکا تو ان پر یہ حقیقت آشکار ہوئی کہ وہ نفسانی خواہشات تو ختم ہوگئیں لیکن عمر بھر کا ایسا روگ لگا گئیں جو انہیں مزید دکھوں اور محرومیوں کے سوا کچھ نہ دیگا. وہ سمجھتے تھے کہ یہ لذتِ گناہ انہیں مسرتوں سے مالا مال کر دے گی لیکن اسکا انجام سوائے اللہ سے دوری کے اور کچھ نہ ہوا چنانچہ جب انہوں نے پوری سچائی اور اخلاص کے ساتھ اپنا جائزہ لیا اور اس ذلت کی زندگی کہ جس سے انہیں دائمی نامرادی اور مسلسل بے سکونی کے سوا کچھ نہ ملا، سے نجات پانے کا عزم کر لیا تو وہ

اپنے رب کریم کی طرف توبہ کرتے ہوئے، اپنے گناہوں کا اقرار کرتے ہوئے اور نافرمانی میں گزارے ہوئے ہر ہر لمحہ پر اسکی مغفرت طلب کرتے ہوئے اور ہر اس لحظہ پر شرمندہ ہوتے ہوئے کہ جس میں وہ پاکیزہ زندگی اختیار نہ کر کے لذتِ عبادت سے محروم رہے، اسکی بارگاہِ عفو و کرم میں آگئے. آپ انہیں سجدہ ریز پائیں گے، ان کے دل خشیت و محبتِ الٰہی اور رقت سے بھر پور ہوں گے اور اللہ کی بارگاہ میں ان کا شوقِ حضوری قابلِ دید ہوگا.

آپ انہیں بھلائی کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہوئے دیکھیں گے اور ان نیک اعمال کا اہتمام کرتے ہوئے بھی پائیں گے جو انہیں ان کے ربّ رحیم سے قریب تر کر دیں.

اور کچھ نوجوان ایسے بھی ہیں جو زندگی کے جھمیلوں میں الجھ کر رہ گئے ہیں آپ انہیں حیران و پریشان دیکھیں گے وہ چاہتے تو ہیں کہ کسی طرح ان دکھڑوں سے چھٹکارہ پائیں جنہوں نے انہیں گھیر رکھا ہے اور پاکیزگی کا راستہ اختیار کر لیں لیکن گناہوں اور لغزشوں نے انہیں جکڑ رکھا ہے اور خواہشاتِ نفسانیہ راہ ہدایت تک پہنچنے میں رکاوٹ بن گئی ہیں اسی لئے کبھی آپ انہیں دیکھیں گے کہ وہ ایک قدم آگے بڑھاتے ہیں تو دوسرا پیچھے اور یوں وہ جب بھی کچھ بہتری کی جانب چل نکلتے ہیں تو واپس بھی لوٹ جاتے ہیں.

انکی زندگی بے خوابی، رنج و غم اور اندیشوں سے بھری ہوئی ہے اور جس طرح کی وہ زندگی گزار رہے ہیں اسکی وجہ سے انکے وجود میں کرب ناک ٹیسیں اٹھتی رہتی ہیں انکے دل میں ایک پاکیزہ اور درخشاں مستقبل کی خواہش ابھرتی ہے لیکن وہ راستے سے بھٹک گئے اور تلخ ذہنی کشمکش کا شکار ہو گئے... تو اب اس گھٹا ٹوپ صورتحال سے خلاصی کیونکر

ممکن ہو جس نے انہیں سر لپا یاس و حسرت بنا دیا ہے، ان تلخ روز و شب سے کس طرح چھٹکارا ملے اور ہدایت تک پہنچنے کی راہ کہاں ہے ؟!!

ان سارے سوالوں کے جواب درکار ہیں، اس میں کوئی شک نہیں کہ بہت سے نوجوان بھلائی چاہتے ہیں اور ہدایت کے متمنی ہیں لیکن کچھ تو اس مرحلہ میں داخل ہونے سے گھبراتے ہیں اور کچھ یہ نہیں جانتے کہ کہاں سے شروع کریں چنانچہ یہ ضروری ہے کہ ہم انہیں وہ طریقے بتائیں جو انہیں اللہ کی رضا سے قریب کر دیں اور اسکی ناراضگی سے بچالیں وہ طریقے جن میں انکے لئے دنیا و آخرت میں سکون ہو وہ طریقے جنہیں بہت سے شر انگیزوں نے چھپالیا ہے لیکن وہ ناکام و نامراد رہے، انہوں نے کتنا بر اکیا! حالانکہ

﴿وَ اللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُوْنَ﴾

یعنی :اللہ تو اپنا نور پھیلا کر ہی رہے گا چاہے کافروں کو بہت برا لگے.

ہمارے نوجوان ہی روشن امیدیں ہیں

جب کبھی آپ کچھ نوجوانوں کے ساتھ بیٹھیں اور انکے اندر جھانکیں تو یقیناً آپ ان میں کچھ اچھائی اور نیک خصلت ضرور پائیں گے مگر انکی حالتِ زار دیکھ کر آپ اپنی روح میں ایک چبھن اور دل میں ایک کسک ضرور محسوس کریں گے۔

اسی لئے بہت سے نوجوان جو باوجود یہ کہ گناہوں کی دلدل میں دھنسے ہوں مگر انکے دل میں اللہ کا خوف، گناہ کے ارتکاب اور ندامت کا احساس سر اٹھاتا رہتا ہے ان میں سے کچھ ایسے ہیں کہ جب آپ ان سے گفتگو کریں تو محسوس کریں گے کہ انکے دل دینی حمیت سے بھرپور ہیں اور وہ ہرگز کسی کو اللہ کی حدود سے تجاوز کرنے کی اجازت نہیں دیتے یہی وجہ ہے کہ وہ ان لوگوں کو ناپسند کرتے ہیں جو اللہ کے شعائر کا مذاق اڑائیں نیز اپنی پوری توانائی کے ساتھ انکے خلاف برسرپیکار رہتے ہیں۔

ان میں سے کوئی کوئی ایسا بھی ہے کہ جس کا دل اللہ کی محبت و عظمت سے بھرا ہوتا ہے چنانچہ وہ اپنے رب اور اپنے اس خالق سے محبت کرتا ہے جس نے اسے بلاحد و حساب نعمتیں عطاء کیں اور جو اس پر اسکی سگی ماں سے زیادہ مہربان ہے اسی طرح وہ نبی رحمت و ہدایت جناب محمد ﷺ اور پاکباز صحابہ سے بھی بہت عقیدت رکھتا ہے اسی لئے جب بھی آپ اس کے سامنے اُن لوگوں کے حالاتِ زندگی کا تذکرہ کریں تو آپ دیکھیں گے کہ اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے اور وہ تمنا کرے گا کہ اللہ اسے بھی ان لوگوں کے ساتھ دائمی جنت و نعمت سے سرفراز کرے، ایسے نوجوان بھی آپ کو ملیں گے جو مردانگی کی

بنیادی صفات یعنی رعب و دبدبہ، عزت کے معاملہ میں غیرت مندی، کرم نوازی اور بہادری سے خوب بہرہ ور ہوں گے ایسے افراد اگر ہدایت یافتہ ہو گئے تو یقیناً بہترین انسان ہوں گے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "تم مجھ سے بہترین عرب کے متعلق دریافت کرتے ہو تو قاعدہ یہ ہے کہ جو ان میں سے زمانہ جاہلیت میں بہترین تھا وہ اسلام لانے کے بعد بھی بہترین ہو گا بشرطیکہ دین میں سمجھ بوجھ سے کام لے"۔ (1)

چنانچہ یہ اچھے اچھے نوجوان جو اتنی اچھی خصلتوں کے حامل ہوں کچھ بعید نہیں کہ یہ سب سے زیادہ فرماں بردار بن جائیں کیونکہ اصل میں یہی اس امت کے فرزند ہیں اور یہی صحابہ کرام اور سلف صالحین کی آل واولاد ہیں ان میں سے بہت سے ہدایت کے طلب گار ہیں لیکن ان میں ایک جھجک ہے وہ جانتے ہیں کہ یہی وہ سیدھا راستہ ہے اور اگر آپ ان میں کسی سے پوچھیں کہ اچھا پھر تم اسے کیوں نہیں اپناتے تو وہ ضرور یہ کہے گا کہ "واللہ میں تو ہدایت چاہتا ہوں ... لیکن ... ؟!!" یہ "لیکن ... لیکن" کیا ہوتا ہے ؟!!

پیارے بھائی! اب جبکہ تم اس بے ہودگی اور بے کاری کی زندگی سے بیزار ہو گئے ہو اور اس محتاجی کی زندگی کو خیرباد کرنا ہی چاہتے ہو اور اللہ کی طرف راغب ہو تو یہی وہ "راہ" ہے۔

وہ راہ جو تمہیں اس نجات سے ہمکنار کر دے جسکی تمہیں خواہش ہے اور تمہیں خوش نصیبی سے بہرہ مند کر دے تو وہ راہ دراصل اللہ کے حکم پر چلنے اور محرمات سے بچنے کا نام ہے...

اس خیال میں کبھی نہ رہنا کہ اللہ تعالی کے درج ذیل فرمان کا تعلق صرف آخرت کی نعمت اور آخرت کے عذاب سے متعلق ہے :

(1) بخاری:3383 ، مسلم:3166

﴿اِنَّ الاَبرَارَ لَفِیْ نَعِیْمٍ ○ وَ اِنَّ الْفُجَّارَ لَفِیْ جَحِیْمٍ ○﴾

کہ نیک لوگ جنت میں ہونگے اور گناہ گار جہنم میں ہوں گے

یہ محض آخرت میں صلہ پر محدود نہیں ہے بلکہ انسان جن تین مراحل سے گزرتا ہے ان سب میں ان دونوں میں سے ایک صورتحال سے ضرور دوچار ہوگا میرا مقصد ہے دنیا کی زندگی، قبر کی زندگی، اور پھر قیامت کے بعد کی دائمی زندگی، چنانچہ نیکوکار تینوں مراحل میں نعمتوں سے لطف اندوز ہوں گے اور بدکار تینوں مراحل میں عذاب سے دوچار ہوں گے... ذرا غور کیجئے کہ کیا نعمت دراصل دل کی راحت اور عذاب دراصل دل کی کدورت کا آئینہ دار نہیں ہے ؟!! بھلا ہر وقت خوف، رنج و غم، گھٹن میں مبتلا رہنا اور دل کا یادِ الٰہی سے غافل ہو جانا، دار آخرت سے لاپرواہ ہو جانا اور ہر شعبہ حیات میں اللہ سے دور ہو جانا... ان سب سے بڑھ کر بھی کوئی عذاب ہوگا اسی لئے جو دل بھی اللہ کی محبت سے گریزاں ہوا شدید عذاب کا شکار ہو گیا چنانچہ جس نے اللہ کے بجائے کسی چیز سے دل لگایا تو اسکی وجہ سے اس دنیا میں تین قسم کے عذاب سے دوچار ہوا پہلا عذاب : اس چیز کو حاصل کرنے کی تگ ودو اور انتظار کا عذاب جب تک کہ وہ چیز حاصل نہ ہو جائے ؛ دوسرا عذاب : اس چیز کے حاصل ہونے کے بعد اسکی حفاظت کی فکر اور اس کے چھن جانے اور کھو جانے کا خوف اور اس پر قابض رہنے کے لئے لڑائی جھگڑے اور دیگر مصیبتوں کے پہاڑ ؛ تیسرا عذاب : اگر وہ چیز چھن جائے تو پھر شدتِ کرب کا عذاب، چنانچہ وہ جس نے اللہ کے علاوہ کسی اور سے دل لگایا وہ ضرور اس دنیا میں ہی ان تینوں عذابوں سے دوچار رہے گا.

اور جہاں تک دوسرے مرحلہ یعنی قبر کی زندگی کا تعلق ہے تو اسکا عذاب ایسی جدائی ہے جس کے بعد ملاپ کی کوئی امید نہیں اور نعمتوں سے محرومی کا کرب الگ کیونکہ دنیا

میں اس نے انکی قدر نہ کی، اللہ تعالی سے دوری کا غم اور ایسی حسرت کہ جس سے کلیجے پھٹ جائیں چنانچہ رنج و غم اور حسرت و ملال انکی روح پر وہی اثرات مرتب کریں گے جو کیڑے مکوڑے اور سانپ و کھنکھجورے انکے جسم کے ساتھ کریں گے بلکہ روح پر عذاب یونہی جاری رہے گا حتی کہ اللہ تعالی روحوں کو انکے جسموں میں لوٹا دے گا اس کے بعد عذاب پہلے سے بھی بدتر اور خوفناک شکل اختیار کر جائے گا. اس عذاب کا اس راحت سے کیا مقابلہ کہ جس کا دل اللہ کی یاد کی ساء پر طرب و مسرت سے شاداں نیز شوقِ ملاقات اور رغبت و محبت سے رقصاں ہو حتی کہ بعض تو جاں کنی کے عالم میں بھی کہہ اٹھتے ہیں: واہ یہ شادمانی! سبحان اللہ!

کوئی یہ کہتا ہے: اگر اہل جنت ان حالوں میں ہیں تو یقیناً وہ بہترین زندگی میں ہیں؛

کوئی یہ کہتا ہے: یہ بچارے دنیا والے، دنیا کی سب سے عمدہ چیز سے لطف اندوز نہ ہوئے؛

کوئی یہ کہتا ہے: اگر بادشاہوں اور انکی آل واولاد کو معلوم ہو جائے ہم کس قدر عیش و عشرت میں ہیں تو وہ یہ سب بذریعۂ تلوار چھیننے کی کوشش کریں؛

کوئی یہ کہتا ہے: دنیا میں بھی ایک جنت ہے جو اس میں داخل نہ ہوا وہ آخرت کی جنت میں بھی نہیں جائے گا۔[2]

---

(2) الجواب الکافی تالیف ابن قیم صفحہ 147.

وقتِ سفر یاد کرو

میرے بھائی... اس ناگریز لحہ کو یاد کرو جس سے کوئی فرار نہیں، دنیا سے روانگی اور آخرت کی جانب آخری سفر یاد کرو... موت، اسکی سختیوں اور وقتِ نزاع یاد کرو اور خود کو ٹٹولو کہ تم نے اس خوفناک منزل کے لئے کیا تیاری کی؟

کیا تم نے اپنی اس حالت کے بارے میں سوچا جبکہ تمہاری زبان خشک ہو جائے گی، تمہاری دھڑکنیں رک جائیں گی، تمہارے ہاتھ اکڑ جائیں گے، تمہاری آنکھیں پتھرا جائیں گی اور روح نرخرہ تک آجائے گی:

﴿وَالْتَفَّتِ السَّاقُ بِالسَّاقِ ○ إِلَى رَبِّكَ يَوْمَئِذٍ الْمَسَاقُ﴾(3)

یعنی: (شدت نزاع سے) پنڈلی پنڈلی سے مل جائیں گی، جس دن کہ تمہارے رب کی طرف روانگی ہو گی.

کیا تم نے ضروری زاد سفر ساتھ رکھ لیا. ؟ کیا تم نے قبر کے اندھیروں اور اسکی دبوچ سے بچنے کا انتظام کر لیا؟ کیا اس وقت کو یاد کر لیا جب تم پر مٹی ڈالی جارہی ہو گی اور تم اس ویران قبر میں اکیلے رہ جاؤ گے ؟!

في ظلمة القبر لا أم هناك ولا

أب شفيق ولا أخ يؤانسني

یعنی: قبر کے اندھیرے میں جہاں کوئی ماں نہ کوئی شفیق باپ اور نہ کوئی

(3) سورة القيامة، آيت:30

میرا ہمدرد بھائی ہوگا

کیا تم نے اللہ کے عذاب سے نجات کا کچھ سامان کر لیا؟

"ایک بار علی رضی اللہ عنہ اپنے ساتھیوں کے ہمراہ ایک قبر کے پاس سے گزرے اور فرمایا تم پر سلام ہو اے ویراں گھر اور قلاش دیس کے باسیو، تم ہم سے پہلے چلے آئے اور ہم تمہارے پیچھے ہیں اور کچھ دیر بعد ہم تم سے آملیں گے، اے قبر والو!... بیگمات نے دوسری شادیاں رچالیں، گھر پھر آباد ہو چکے اور مال و متاع تقسیم ہو گیا. ہمارے پاس تمہارے لئے یہی خبریں ہیں تمہارے پاس ہمارے لئے کیا خبر ہے؟ کیا ہوا تم جواب کیوں نہیں دیتے؟ پھر وہ اپنے ساتھیوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا اگر یہ کچھ کہنے کی سکت رکھتے تو ضرور یہی کہتے کہ تقوی سب سے بہتر زادِ راہ ہے".

اس بھیانک دن کو یاد کرو جبکہ کچھ لوگ رحمتوں سے مستفیض ہونگے اور کچھ عذاب سے دوچار، کچھ مسرور و شادکام ہونگے اور کچھ مغموم و ناکام.

یہ وہی دن ہے جس سے اللہ تعالی نے پہلے ہی اپنے بندوں کو ہوشیار کر دیا تھا اور پہلے ہی اسکی ہولناکیوں سے ڈرا دیا تھا، جیسا کہ فرمایا:

﴿وَأَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْآزِفَةِ إِذِ الْقُلُوبُ لَدَى الْحَنَاجِرِ كَاظِمِينَ، مَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ حَمِيمٍ وَلَا شَفِيعٍ يُطَاعُ﴾ (4)

یعنی: انہیں جلد ہی آنیوالے دن (قیامت) سے ہوشیار کر دیں جبکہ غم سے کلیجے منہ کو آرہے ہوں گے اس دن ظالموں کا نہ تو کوئی حمایتی ہوگا اور نہ ہی ایسا سفارشی جسکی بات مانی جائے.

کسی بزرگ نے اس آیت کی تشریح میں یوں فرمایا: "... کسی ظالم کا کوئی حمایتی اور

(4) سورۃ غافر، آیت:18

سفارشی کیسے ہو سکتا ہے جبکہ اسکی پیشی رب العالمین کے دربار میں ہو ؟! اگر تم واقعتاً ظالموں اور گناہ گاروں کو زنجیروں میں جکڑا ہوا جہنم کی جانب ننگ دھڑنگ اور روسیاہ کر کے ہنکاتے ہوئے، انکی آنکھیں پھوڑی ہوئی، انکی جسم گلے ہوئے، انہیں چیخ وپکار کرتے ہوئے کہ ہائے ہائے ہماری بد نصیبی ہائے ہمیں موت کیوں نہیں آجاتی، ہائے یہ کیا ہوا!، یہ ہم پر کیا مصیبت آپڑی ؟ ہمیں کہاں لے جایا جارہا ہے ؟، ہم سے کسی کو کیا چاہئے ؟ نیز فرشتے انہیں آگ کے کوڑوں سے ہنکاتے جارہے ہوں تو کبھی وہ چہروں کے بل گھسٹتے ہوں اور کبھی پیٹھ کے بل کھینچے ہوں، کوئی خون کے آنسو رو رہا ہو تو کوئی دلخراش چیخوں سے آسمان سر پر اٹھائے ہو... واللہ اگر تم انہیں اس حال میں ایک بار دیکھ لو تو دوسری بار آنکھ اٹھانے کی تاب نہ ہوگی، نہ تمہارا دل قابو میں رہے گا اور نہ ہی تم اسکی ہولناکی کے سبب اپنے قدموں پر کھڑے رہ سکو گے..."۔[5]

وإذا الجنين بأمه متعلق

خوف الحساب وقلبه مذعور

هذا بلا ذنب يخاف لهوله

كيف المقيم على الذنوب دهور

یعنی: وہ وقت یاد کرو جبکہ چھوٹا سا بچہ حساب کے خوف سے اپنی ماں سے چمٹا ہوا ہو اور اسکا دل سہما ہو یہ تو صرف اس دن کی ہولناکی سے ہی ناکردہ گناہ سے خوفزدہ ہے بھلا اس شخص کا کیا حال ہوگا جو برسوں گناہوں میں ملوث رہا۔

وہ وقت یاد کرو جب لوگوں کو دو گروہوں میں بانٹ دیا جائے گا ایک گروہ جنت میں اور دوسرا جہنم میں، تو ٹھکانہ کہاں ہوگا ؟ کیا اس دائمی جنت میں جس میں وہ کچھ ہے جو نہ کبھی

(5) مختصر کتاب التوابین تألیف ابن قدامة، ص. 259.

کسی آنکھ نے دیکھا نہ کسی کان نے سنا اور نہ کسی انسان کے دل میں اسکا خیال تک گزرا؟

وہی جنت جو کہ اہل دنیا کے سب سے زیادہ مصیبت زدہ شخص کو وہ ساری پریشانیاں و محرومیاں بھلادے گی جن سے وہ دنیا میں دوچار رہا، جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "جنتی لوگوں میں سے دنیا کے سب سے زیادہ مصیبت زدہ شخص کو لایا جائے گا اور اسے جنت کی نہر میں ایک غوطہ دیا جائے گا پھر پوچھا جائے گا کہ اے آدم کے بیٹے کیا دنیا میں کبھی تیرا کسی مصیبت سے واسطہ پڑا، کیا تجھ پر کبھی کوئی مشکل آئی تو وہ کہے گا نہیں، واللہ میرے رب نہ تو کبھی مجھ پر کوئی مصیبت آئی اور نہ ہی میں نے کبھی کوئی پریشانی دیکھی"۔ (6)

جنت میں ایک غوطہ اسے ساری سختیاں اس طرح بھلا دیگا کہ وہ اللہ کی قسم کھا کر کہے گا کہ اس نے کبھی کوئی پریشانی اور سختی جھیلی ہی نہیں جبکہ وہ دنیا کا سب سے زیادہ مصیبت کا مارا شخص تھا... تو پھر اس شخص کے کیا کہنے کہ جس کا گھر ہی جنت ہو!...

اور اس سے بڑھ کر یہ کہ مؤمن بندہ اپنے رب کریم کے چہرے کا دیدار کرے گا وہ رب کریم جس کے لئے اس کا سارا بدن ہمیشہ اسی کا مطیع و فرماں بردار رہا اسکی زبان اسی کی ثناء خواں رہی، اسکا دل اسکی بارگاہ میں گڑگڑاتا رہا، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب جنتی جنت میں چلے جائیں گے تو اللہ تبارک و تعالی فرمائے گا: تمہیں مزید کچھ چاہئے تو وہ کہیں گے کیا آپ نے ہمارے چہرے سفید (روشن) نہیں کر دیئے؟ کیا ہمیں آگ سے بچا کر جنت میں داخل نہیں کر دیا (یعنی اتنی نوازشوں کے بعد اب ہمیں اور کیا چاہیئے!) تو اللہ تعالی پردہ اٹھائے گا تو اب تک جو کچھ انہیں مل چکا تھا اسکے مقابلہ میں انکے نزدیک سب سے پسندیدہ چیز اپنے رب کا دیدار ہوگا"۔ (7)

---

(6) مسلم: 2807

(7) مسلم: 297

یہی وہ انتہائی خوش قسمتی اور سب سے بڑا بدلہ ہے اور یہی وہ "زیادہ" ہے جسکا ذکر ہمارے ربِ عظیم نے اپنی کتابِ حکیم میں کیا، جیسا کہ فرمایا: ﴿لِلَّذِينَ أَحْسَنُوا الْحُسْنَىٰ وَزِيَادَةٌ ۖ وَلَا يَرْهَقُ وُجُوهَهُمْ قَتَرٌ وَلَا ذِلَّةٌ ۚ أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ ۖ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ﴾[8]

یعنی: جن لوگوں نے اچھے کام کئے ان کے لئے ویسا ہی اچھا بدلہ اور "زیادہ" بھی ہے، نہ تو ان کے چہروں پر سیاہی چھائے گی اور نہ ہی ذلت، یہی لوگ جنتی ہیں جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔

..... یا ٹھکانہ اس جہنم کی آگ ہو گی کہ جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہیں، وہی آگ جسکے بارے میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا: یہ آگ جسے تم لوگ سلگاتے ہو جہنم کی آگ کی حرارت کا ستر واں حصہ ہے، صحابہ نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ واللہ یہی کافی تھی، فرمایا: پھر اسے اس سے 69 حصہ بڑھا دیا گیا، ہر حصہ کی حرارت اس کے جتنی ہے"۔[9]

وہی آگ جو کہ جب اپنے ساتھیوں کو دیکھے گی تو خوب سلگے اور بھڑکے گی اور چاہے گی کہ انہیں جھلسا کر راکھ کر دے تاکہ جن جرائم کا انہوں نے ارتکاب کیا اور سیدھے راستہ سے گمراہ ہو گئے اسکا انہیں ویسا ہی صلہ دیا جائے، اور جب انہیں جہنم کی جانب ہنکایا جارہا ہو گا تو انکے چہروں پر ذلت، نامرادی اور خوف بالکل نمایاں ہو گا۔ وہ چاہیں گے کہ کسی طرح خلاصی مل جائے اور تمنا کریں گے کہ واپس جا کر نیک کام کر لیں لیکن اب کہاں؟!

---

(8) سورۃ یونس: آیت 26

(9) بخاری: 3265، مسلم: 2843

﴿وَالَّذِيْنَ كَسَبُوا السَّيِّئَاتِ جَزَاءُ سَيِّئَةٍ بِمِثْلِهَا وَ تَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ مَا لَهُمْ مِنَ اللّٰهِ مِنْ عَاصِمٍ، كَأَنَّمَا أُغْشِيَتْ وُجُوهُهُمْ قِطَعًا مِنَ اللَّيْلِ مُظْلِمًا، أُولٰئِكَ أَصْحٰبُ النَّارِ، هُمْ فِيهَا خٰلِدُوْنَ﴾ (10)

یعنی : جن لوگوں نے برے کام کئے ان کو ویسا ہی صلہ ملے گا ان پر ذلت چھائی ہو گی کوئی انہیں اللہ سے بچانے والا نہ ہو گا، گویا کہ انکے چہروں کو رات کی تاریکی کے پردہ سے ڈھانک دیا گیا ہو، یہی لوگ جہنمی ہیں جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے .

کون ہے جو انہیں اللہ کے عذاب سے نجات دلائے اور کون ہے جو انہیں اسکی پکڑ سے بچائے وہی اصل زبردست ہے جس کی حکم عدولی کی کوئی مجال نہیں ہے الا یہ کہ وہ جس پر رحم فرمائے اور نہ ہی کوئی اسکی جناب میں سفارش کی تاب رکھتا ہے الا یہ کہ وہ جسے منظور فرمائے .

ابو حازم تابعی رحمہ اللہ سے پوچھا گیا : منزلِ آخرت پر کیسے استقبال ہو گا ؟ کہا : نیکو کار کا یوں استقبال ہو گا گویا کہ کوئی مسافر طویل سفر کے بعد اپنے گھر والوں کے پاس واپس آتا ہے اور بد کار کا یوں ہو گا گویا کہ کسی بھگوڑے غلام کو گرفتار کر کے، اسکی مشکیں کس کر سخت گیر غصیلہ آقا کے پاس لایا جائے، وہ چاہے تو معاف کر دے اور چاہے تو سزا دے".

تو میرے بھائی اس دن کی تیاری کر لو اور وہ وقت یاد کرو جب تم یہاں سے سفرِ آخرت کرو گے اور اللہ کے یہاں پیش ہو گے، اپنے گریبان میں جھانک لو کیا تمہارے پاس اتنا کچھ ہے جو تمہیں منزلِ مقصود تک پہنچا دے اور اس مشکل دن میں اللہ کے عذاب سے بچا لے یا تم ان لوگوں میں ہونا چاہتے ہو جن کے بارے میں اللہ تعالی نے فرمایا ہے :

﴿إِنَّ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَاءَنَا وَ رَضُوا بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ اطْمَأَنُّوا بِهَا وَ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ آيٰتِنَا غٰفِلُوْنَ ○ أُولٰئِكَ مَأْوٰهُمُ النَّارُ بِمَا كَانُوا يَكْسِبُوْنَ﴾ (11)

(10) سورہ یونس : آیت 27

(11) سورہ یونس : آیت 7 - 8

یعنی : جو لوگ ہمارے حضور پیشی کی توقع نہیں رکھتے اور دنیا کی زندگی پر راضی اور مگن ہیں یہی لوگ دراصل ہماری نشانیوں سے غافل ہیں، انہیں کا ٹھکانہ جہنم ہے جو کہ ان کے کرتوتوں کا بدلہ ہے.

خبردار تم ان لوگوں میں نہ ہو جانا، اپنے رب کی تعبیداری کرو اور ان لوگوں میں نہ ہو جاؤ جنہوں نے اپنی دنیا آباد کرنے کی خاطر اپنی آخرت ویران کرلی پھر اس دنیا اور اس کی لذتوں کو یہیں چھوڑ گئے اور کچھ بھی اپنے ساتھ نہ لے جا سکے اور یوں دین و دنیا دونوں گنوا دیئے.

نرقّع دنیانا بتمزیق دیننا

فلا دیننا یبقیٰ ولا ما نرقّع

یعنی : جب ہم دین کی بربادی کر کے اپنی دنیا کی آبیاری کرتے ہیں تب نہ تو ہمارا دین رہتا ہے اور نہ ہی دنیا.

تو یہ وہی ہیں جو اپنے اس رب کے حضور آچکے ہیں جو کسی پر ظلم نہیں کرتا اس لئے احتیاط کرو کہ کہیں تمہارا انجام بھی ان جیسا نہ ہو جائے، آج عمل کا وقت ہے حساب کا نہیں اور کل حساب ہوگا عمل نہیں.

ہمسفر چنئے

میرے بھائی..... آپ تو جانتے ہیں کہ جب سفر لمبا ہو تو انسان کو چاہئے کہ وہ ایسے ہمسفر دوست کا انتخاب کرے جو، اللہ عزوجل کے بعد، سفر کی مشکلات میں اس کا مددگار ہو کیونکہ ہو سکتا ہے یہ شخص بیمار ہو جائے یا طویل سفر سے اکتا جائے اس موقعہ پر اسکا رفیق سفر اس کا ساتھ دیگا اور اسکی مدد کریگا حتی کہ وہ اپنی منزل پر پہنچ جائیں.

اس دنیا میں ہم بھی مسافر ہیں، بلاشبہ یہ سفر بھی پر مشقت اور تھکا دینے والا ہے اس لئے ہر شخص کو چاہئے کہ ایک ایسے ساتھی کا انتخاب کرے جو حکم الٰہی پر چلنے میں اسکی مدد کرے.

ایسا ساتھی جو اس کے گرنے پر اسے سنبھال لے، اگر صبر کا دامن اسکے ہاتھ سے چھوٹ جائے تو وہ ساتھی اسے دلاسہ دے اور اگر وہ تھک جائے تو اسے سہارا دے حتی کہ وہ دونوں اپنی منزل جا لگیں.

اور اگر دوران سفر دونوں میں سے کوئی مر جائے تو دوسرا اسے دفن کرے، اس کا جنازہ پڑھے اور اس کے لئے رحمت کی دعا کرے اور اطاعتِ الٰہی کی جس کیفیت میں اس کی وفات ہو اس پر اچھا گمان رکھے.

اسی لئے اگر تم چاہتے ہو کہ نیکو کاروں میں سے ہو جاؤ تو متقی اور نیک لوگوں کی صحبت اختیار کرو، تم ان سے ایسی کوئی بات نہیں سنو گے جس سے تمہارے جذبات مجروح ہوں نہ ہی ایسی کوئی بات دیکھو گے جس سے تمہاری شرم مر جائے، ایسے لوگوں کی رفاقت اختیار کر کے تم لوگوں کی تعریف، محبت اور اعتماد پاؤ گے، خاص کر جب وہ

تمہارے روپ میں ایک مخلص ناصح بھائی اور ایک کھلے دل والا شخص جو کہ ان کی بھلائی چاہتا ہے، دیکھیں گے. یہ اچھی صحبت کا پھل ہے، یہ لوگ آپس میں ایک دوسرے کو بھلائی کے کاموں کی نصیحت کرتے ہیں اور رب کریم کا پیغام پہنچانے میں انہیں جو تکلیفیں پہنچتی ہیں اس پر ایک دوسرے کو صبر کی تلقین کرتے ہیں.

خبردار برے لوگوں کی صحبت سے بچنا کیونکہ ان کی رفاقت سے تمہیں ہمیشہ لوگوں سے حقارت اور کراہت کے سوا کچھ حاصل نہ ہوگا.

برے دوست اس وقت تک پیچھا نہیں چھوڑتے جب تک کہ اپنے ساتھی کو کسی ایسی مصیبت میں پھنسا نہیں دیتے جو اس کی کمر توڑ کر رکھ دے پھر اسے مصیبتیں جھیلنے اور مارے ندامت کے انگلیاں چبانے کے لئے اکیلا چھوڑ کر خود پیچھے ہٹ جاتے ہیں، تو کتنے ہی نوجوان منشیات میں گھر گئے..... کتنے ہیں جو اخلاقی جرائم میں مبتلا ہو گئے اور کتنے ہی ایسے ہیں جنکی غیرت مر گئی..... اسی طرح بربادی کے دیگر اسباب..... یہ سب کچھ اس برے دوست کی وجہ سے ہوا جو اسے طرح طرح سے پُھسلایا کرتا تھا حتی کہ وہ بے راہ روی کا نمونہ مشہور ہو گیا جبکہ پہلے وہ امیدوں کا چراغ تھا اور توقع تھی کہ وہ اپنے معاشرے کا کارگر فرد اور اپنی امت کے لئے مفید رکن ثابت ہوگا..... برے دوستوں کا یہ عالم تو دنیا میں ہے آخرت میں بھی وہ اس سے کنارہ کشی اور بے رخی دکھائیں گے تب انکی دشمنی عیاں ہو جائے گی جبکہ پہلے وہ آپس میں ساتھی تھے، چنانچہ ہر وہ دوستی جس کی بنیاد گناہوں اور منکرات پر ہو اس کا یہی انجام ہوتا ہے، اللہ تعالی نے فرمایا:

﴿وَيَوْمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ عَلَىٰ يَدَيْهِ يَقُولُ يَا لَيْتَنِي اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُولِ سَبِيلًا ۝ يَا وَيْلَتَىٰ لَيْتَنِي لَمْ أَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِيلًا ۝ لَقَدْ أَضَلَّنِي عَنِ الذِّكْرِ بَعْدَ إِذْ جَاءَنِي وَكَانَ الشَّيْطَانُ لِلْإِنسَانِ خَذُولًا﴾ (12)

(12) سورۃ الفرقان: آیت 27 - 29.

یعنی: اس دن ظالم اپنے ہاتھ کاٹتے ہوئے کہے گا کہ کاش میں نے رسول کا طریقہ اپنایا ہوتا، ہائے بربادی، کاش میں نے فلاں کو اپنا دوست نہ بنایا ہوتا، اس نے تو میرے پاس نصیحت آجانے کے بعد مجھے ورغلادیا اور شیطان یونہی انسان کو نامراد چھوڑ جاتا ہے۔

پھر وہ اس کچی دوستی پر حسرت و ملال کرے گا جس کی بنیاد اللہ کی اطاعت گزاری نہیں تھی اور اپنے اس دوست کو ملامت کرے گا جس نے اسے بھکایا اور شرمندگی کے مارے اپنی انگلیاں چبائے گا مگر یہ وہ وقت ہوگا جبکہ شرمندگی کچھ کام نہ آئے گی۔

اب جبکہ تمہیں معلوم ہوگیا ہے کہ تم حالت سفر میں ہو اور تمہیں یہ بھی یقین ہوگیا ہے کہ راستہ بہت لمبا ہے تو پھر ایسے ساتھی کا انتخاب کرلو جو منزل کے آخری سنگِ میل تک تمہاری مدد کرے۔

حسن بصری سے پوچھا گیا: اے ابو سعید ہم یہاں کے لوگوں کے ساتھ بیٹھک کا کیا کریں یہ تو ایسی باتیں کرتے ہیں کہ ہمارے ہوش اڑ جائیں؟ انہوں نے کہا: واللہ تم ایسے لوگوں کے ساتھ ہو جو تمہیں اس لئے ڈراتے ہیں کہ تم سلامتی کے ساتھ رہو یہ ان لوگوں سے بہتر ہیں جو تمہیں دلاسے دیتے رہیں حتی کہ خطرات تمہیں آگھیریں۔ (13)

إذا كنت في قوم فصاحب خيارهم

ولا تصاحب الأردىٰ فتردىٰ مع الرّدي

یعنی: تم صرف اچھے لوگوں کی رفاقت اختیار کرو، گھٹیا لوگوں کے ساتھ تمہیں بھی گھٹیا گردانا جائے گا۔

---

(13) الزھد تألیف ابن مبارک (303).

آرزوئیں تمہیں دھوکہ میں نہ ڈال دیں

کتنے لوگ ایسے ہیں جو اپنی جوانی کے دھوکہ میں آگئے اور یہ سمجھتے رہے کہ ابھی کافی عمر پڑی ہے اس لئے گناہ در گناہ کر کے خود پر زیادتیاں کرتے چلے گئے شیطان نے بھی انکی حرکات ان کی نظروں میں خوب سنوار دیں اور انہیں راہ ہدایت سے روکے رکھا حتی کہ اچانک انکی موت آگئی پھر وہ اس دنیا سے چلے گئے اور سامان عیش و عشرت جو وہ جمع کیا کرتے تھے کچھ بھی ساتھ نہ لے جاسکے حتی کہ اس طویل سفر میں ان کے کام آتا.

"جناب علی رضی اللہ عنہ اپنے ساتھیوں کو لمبی لمبی امیدیں باندھنے سے منع کیا کرتے تھے اور کہتے تھے : مجھے تم سے سب سے زیادہ ڈر لمبی امیدوں اور خواہشات کی پیروی سے ہے اس لئے کہ لمبی امیدیں آخرت بھلا دیتی ہیں اور خواہشات کی پیروی قبول حق سے روکتی ہے....."

اس لئے اگر انسان نے اپنے نفس کو ڈھیل دے دی تو پھر وہ آسانی سے قابو میں نہیں آئے گا کیونکہ نفس فطری طور پر آرام و سکون کی طرف مائل ہوتا ہے اور کھیل کود اور فضول باتوں کو پسند کرتا ہے اور شیطان اسے اکساتا رہتا ہے

شیطان جو کہ انسان کو دھوکہ میں ڈال کر دنیاوی عیش و عشرت اور رنگ رلیاں سجا کر پیش کرتا ہے اور اس کو یہ خیال سجھاتا ہے کہ تم کبھی اس دنیا سے نہیں جاؤ گے، اسے دھوکہ دیتا ہے اور امیدیں دلاتا ہے کہ : ابھی تو تم کافی چھوٹے ہو اور کافی لمبی عمر پڑی ہے اس لئے جلدی نہ کرو، اپنی جوانی سے لطف اندوز ہو اور دنیا کا مزا لو ابھی توبہ کا وقت

نہیں آیا جب تمہاری عمر ڈھل جائے گی اور دنیا کے مزے لوٹ چکو اور ان سب چیزوں سے سیر ہو جاؤ گے تب اللہ سے توبہ کر لینا اللہ تو بڑا غفور ورحیم ہے، اور یونہی وہ اسے بہلاتا پھسلاتا رہتا ہے حالانکہ اسے نہیں معلوم کہ وہ اتنا جی سکے گا کہ اسے توبہ نصیب ہو گی یا وہ اس مرحلہ سے پہلے ہی یہاں سے رحلت کر جائے گا.

والنفس كالطفل إن تهمله شبّ على

حب الرضاع وإن تفطمه ينفطم

فجاهد النفس والشيطان واعصهما

وإن هما محّضاك النصح فاتهم

ولا تطع فيهما خصماً ولا حكماً

فأنت تعلم كيد الخصم والحكم

یعنی : نفس تو ایک بچہ کی طرح ہے اگر ڈھیل دو گے تو وہ دودھ پینے پر پروان چڑھے گا اور اگر اسے کھلاؤ گے تو کھانے لگے گا، اسی لئے نفس اور شیطان کے خلاف جہاد کرو اور ہر گز انکا کہنا نہ مانو اور اگر وہ تم سے دوستی رچانا چاہیں تو بالکل ٹھکرا دو نیز انکے بارے میں کسی حریف یا ثالثی کی بات نہ ماننا کیونکہ تم ان کی چالوں کو خوب سمجھتے ہو.

چنانچہ، میرے بھائی، تمہیں لازماً گناہوں کی راہ سے کنارہ کش رہنا چاہیئے نیز شیطان اور اس کے طریقوں پر کبھی نہیں چلنا چاہیئے کیونکہ شیطان اس وقت تک لوگوں میں تمنائیں جگاتا رہے گا اور برے کام انکی نظروں میں خوش نما کرتا رہے گا جب تک کہ انہیں جہنم کی آگ میں نہ جھونک دے.....اللہ کی پناہ.....

توبہ کرو..... توبہ کرو.....

توبہ اور اللہ کی طرف رجوع کرنے میں جلدی کرو کیونکہ اسی میں نجات اور کامیابی ہے نیز سلف صالحین کے حالات زندگی پر غور و فکر کرو اور دیکھو کہ ان میں کس حد تک خوف الٰہی جاگزیں تھا اس لئے ان کی اقتداء کرو اور ان کے نقش قدم پر چلو کیونکہ اسی میں ساری بھلائیاں ہیں..... اور خبردار کبھی کسی گناہ کو کم تر نہ سمجھنا چاہے وہ کتنا ہی معمولی کیوں نہ ہو، کسی نافرمانی کو ہلکا نہ جاننا بلکہ یہ دیکھو کہ کس عظیم ہستی کی نافرمانی کر رہے ہو، اسی لئے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "چھوٹے چھوٹے گناہوں سے بچو کیونکہ یہ جمع ہو ہو کر آخر کار اس شخص کو برباد کر دیتے ہیں"[14] اس لئے یہ نہ کہو کہ یہ چھوٹا سا گناہ اور یہ معمولی لغزش ہے کیونکہ تمہیں نہیں معلوم کہ ہو سکتا ہے جسے تم معمولی سمجھ رہے ہو وہی تمہاری بربادی کا سبب بن جائے اسی لئے سلف صالحین باوجود کثرتِ اعمال اور تقوی کے، اللہ سے حقیقی معنوں میں ڈرا کرتے تھے اور اس سے یوں گھبرایا کرتے تھے گویا کہ سب سے بڑے گناہ گار وہی ہوں اس کی وجہ ان کے نفس کی تواضع اور اللہ سے قرب تھا۔

"امام حسن بصری رات کو اتنا رویا کرتے کہ اپنے پڑوسی کو بھی رلا دیتے پھر صبح ان میں سے کوئی آتا اور کہتا: آپ نے تو ہمارے گھر والوں کو رلا دیا تو وہ جواباً کہتے: میں نے سوچا کہ اے حسن شاید اللہ تعالی نے کسی ایسے لمحہ میں تجھے دیکھ لیا اور کہا: جو چاہے کر میں تجھ سے کچھ قبول نہ کرونگا"[15]

(14) مسند احمد ص:2687

(15) الزھد، مؤلف احمد 280.

ایک دن وہ روزہ سے تھے، افطار کے وقت ان کے لئے پانی کا پیالہ لایا گیا جب اسے منہ سے قریب کیا تو رو پڑے اور کہا: مجھے جہنمیوں کی آرزو یاد آگئی اور جنتیوں سے ان کا یہ کہنا ﴿اَنْ اَفِیْضُوْا عَلَیْنَا مِنَ الْمَاءِ اَوْ مِمَّا رَزَقَکُمُ اللّٰہُ﴾ کہ ہمیں بھی تھوڑا سا پانی یا اللہ نے جو رزق تمہیں دیا ہے اس میں سے کچھ دے دو، پھر جنتیوں نے انہیں جو جواب دیا مجھے وہ یاد آگیا کہ: اللہ نے یہ دونوں چیزیں کافروں پر حرام کر دی ہیں.

ایک دن منصور بن زاذان کھڑے ہوئے، وضوء کیا اور جب فارغ ہوئے تو آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے اور رونے لگے حتی کہ جب خاموش ہوئے تو کسی نے پوچھا: اللہ خیر کرے، آپ کو کیا ہوا؟ کہا: مجھ سے برا حال اور کس کا ہوگا میں اس ہستی کے سامنے کھڑا ہونا چاہتا ہوں جسے نہ اونگ آتی ہے نہ نیند، شاید وہ میری پرواہ ہی نہ کرے"[16]

پیارے بھائی!

اکثر نوجوانوں کا حال تو دیکھو جو بھٹک گئے، گمراہ ہوگئے اور سیدھی راہ سے ہٹ گئے انہیں اس لمبے سفر اور گناہوں کے ارتکاب سے کیا ملا.....!

کیا گناہ ان کی خوش نصیبی کا وسیلہ بن گئے؟

یا گناہ انکی بد نصیبی اور سینوں کی گھٹن کا سبب ہوگئے؟

آخر یہ تردد کب تک؟

حیرانگی اور ہچکچاہٹ چھوڑو اور اللہ کی طرف پلٹ آؤ اللہ سبحانہ و تعالی کے مبلغ کی بات مان لو خبردار توبہ کرنے میں تأخیر نہ کرنا کیونکہ تم نہیں جانتے کہ کب روانگی کا وقت آجائے اور جان لو کہ سعادت اور انشراحِ صدر کا حصول صرف اور صرف اللہ کی اطاعت کرنے، اس کے احکام کی

(16) صفوۃ الصفوۃ 12/3.

جا آوری اور اس کی جانب پوری طرح مائل ہو جانے میں ہے۔

﴿فَمَنْ يُرِدِ اللّٰهُ اَنْ يَهْدِيَهٗ يَشْرَحْ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلٰمِ وَمَنْ يُرِدْ اَنْ يُضِلَّهٗ يَجْعَلْ صَدْرَهٗ ضَيِّقًا حَرَجًا كَاَنَّمَا يَصَّعَّدُ فِي السَّمَآءِ﴾ (17)

یعنی: جب اللہ کسی کو ہدایت دینا چاہتا ہے تو اس کا دل اسلام کے لئے کھول دیتا ہے اور جسے گمراہ کرنا چاہے تو اس کا دل یوں تنگ کر دیتا ہے گویا اسے چار و ناچار آسمان پر چڑھنا ہو۔

بس یہی حق بات ہم کہنا چاہتے تھے

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ سیدھی راہ کی طرف ہماری رہنمائی فرمائے

وصلی اللہ و سلم علی نبینا محمد و علی آلہ و صحبہ اجمعین.

(17) سورۃ الأنعام: آیت 125